دُوسری پھوار

(شعری مجموعہ)

یُوسُف — آروِش

نام کتاب : دوسری پھوار (شعری مجموعہ)
مصنّف : یوسف روشؔن ، ایم ٹیک (عثمانیہ)
بارِ اوّل : اگست ۱۹۹۵ء
تعدادِ اشاعت : (۵۰۰) سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$
سرورق و کتابت : محمود سلیم
طباعت سرورق : کیشاوا پرنٹرس بازار گھاٹ روڈ حیدرآباد
طباعت : دائرہ پریس چھتہ بازار حیدرآباد

قیمت : پندرا روپے ۱۵

سیما پبلشرز اینڈ بک پروموٹرس
74۔ وینکٹ گیری نگر۔ یوسف گوڑہ ، حیدرآباد 45

ملنے کے پتے :
بمکان مصنّف 16-8-536/3/A ، جدید ملک پیٹ حیدرآباد 24
حسامی بک ڈپو ، مچھلی کمان حیدرآباد 2
ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ، لال کنواں دہلی 006 110

موسم کی دوسری بارش کے نام

اجنبی ہیں آج بھی سارے حروف
پڑھ رہے ہیں کتنے برسوں سے کتاب

(رَوِش)

فہرست

کیسی ہوتی ہے گیان کی خوشبو
کیا ہے لطفِ بیان کی خوشبو
یہ ضروری نہیں کہ ہر فن دان
جانتا ہو زبان کی خوشبو

(رَوِش)

دوسری پھوار سے پہلے

فطری شاعر خواہ وہ کسی درجے کا کیوں نہ ہو یہی چاہتا ہے کہ اُس کا شعری سفر جاری رہے۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ تفکّرات و تخیّلات کے آڑے ٹیڑھے سانچے دل کی قدرے نازک وادی میں داخل ہو کر کن کن زاویوں اور نمونوں سے اُبھر آتے ہیں اس کا اندازہ بسا اوقات خود شاعر کو بھی نہیں ہوتا۔ یہ دین فطری بھی ہے اور خُداداد بھی۔ اس لحاظ سے کیسے کہوں کہ موسم کی دوسری کروٹ، پہلی پھوار سے کتنی مختلف ہے۔ یہ تو شاید قارئین و ناقدین حضرات ہی جانیں کہ ان زاویوں اور نمونوں میں کتنی مناسبت ہے یا کتنی کمی ——— ؟

زیرِ نظر شعری مجموعے میں جیسا بھی اور جو بھی رنگ، جس طریقے سے اُبھر آیا ہے اس کے لیے میں اپنے برادرِ کلاں جناب ذوقؔ غلش کا حد درجہ ممنون و مشکور ہوں کہ اُنہی کے مناسب مشوروں اور اصلاح کے زیرِ اثر اور محترم اسمٰعیل خاں پرواز دکھنی، ڈاکٹر سردار انجم اور میر محبوب علی محبوب جیسے مخلص صاحبان کے بھرپور تعاون سے یہ مختصر سا مجموعہ منظرِ عام پر آسکا جس کی کتابت اور اشاعت کے لیے میں اپنے برادرِ خورد محمود سلیم اور ڈاکٹر یوسف ندیم کا تہہِ دل سے مشکور ہوں۔

احقر العباد

یُوسف روشؔ

۱۴۔ جولائی ۱۹۹۵ء

۱۴۔ صفر ۱۴۱۶ھ جمعہ

زندگی کو سبق سکھاؤں گا
دل میں عشقِ نبیؐ بٹھاؤں گا
نسبتیں ساری گھول کر اب تو
شہرِ خیر الانام جاؤں گا

(رَوِشؔ)-

کلامِ عقیدت

جس کے پڑھنے سے عیب ڈھلتے ہیں
ایسا مکتوب ہے حرم اپنا

(رَوِشؔ)

حمد

ہو جائے مجھ کو عشق و جنوں تیرے نام سے
دستِ دُعا دراز کروں تیرے نام سے

سب کچھ چھپا ہوا ہے خُدا تیرے نام میں
ہر سانس کا حساب رکھوں تیرے نام سے

اخلاص کی کتاب کو آنکھوں سے چوم لوں
پڑھنا ہے بار بار پڑھوں تیرے نام سے

چاہے خوشی مِلے یا مِلے غم کا وسوسہ
بے ساختہ مَیں پیار کروں تیرے نام سے

دھڑکن کی لَے پہ کیوں نہ مُناجات کے لیئے
شام و سحر تمام کروں تیرے نام سے

مَیں تو روشؔن غلام ہوں بس تیرے نام کا
نسبت تو ہے مَروں یا جیوں تیرے نام سے

نعت شریف

نبیؐ کے نام کا رشتہ رگِ ایماں سے ملتا ہے
محمدؐ کی غلامی سے گُلِ عرفان کِھلتا ہے

نہ توڑو دل کسی کا یے سبب اس دہرِ فانی میں
کہ ٹوٹے دل کی آہوں سے خدا کا عرش ہلتا ہے

خدا توفیق دے بیماریٔ دل کی دوا کر لوں
لگا ہے زخم کچھ ایسا نہ دُھلتا ہے نہ سِلتا ہے

عطا ہوتی ہیں لُطفِ بندگی میں نعمتیں کیا کیا
مکانِ خلد ملتا ہے ارم کا باغ ملتا ہے

محمدؐ کی اطاعت ہی اطاعت ہے روِش رب کی
محمدؐ کی اطاعت سے خُدا کا نُور مِلتا ہے

حَرم اپنا...

دل سے محبوب ہے حَرم اپنا
ہم کو مطلوب ہے حَرم اپنا

جس کا محور ہے مرکزِ دُنیا
تجھ سے منسوب ہے حَرم اپنا

روح کو تازہ دم بناتا ہے
ایسا مندوب ہے حَرم اپنا

لے کے عظمت کی چار دیواری
کب سے محسوب ہے حَرم اپنا

جس کے پڑھنے سے عیب دُھلتے ہیں
ایسا مکتوب ہے حَرم اپنا

آئینے میں روش تقدس کے
خوب سے خوب ہے حَرم اپنا

مدینے میں..

قلب مسرور ہے مدینے میں
نور ہی نور ہے مدینے میں

دل جو محصور ہے مدینے میں
بے کلی دور ہے مدینے میں

اپنی حالت پہ آنکھ روتی ہے
عشق بھرپور ہے مدینے میں

زندگی خوار تھی مرے گھر میں
زندگی نور ہے مدینے میں

جلد کایا پلٹ بھی ہوتی ہے
بات مشہور ہے مدینے میں

کاش مقصد روش پہ بر آئے
موت منظور ہے مدینے میں

ہر طرف ہے جلوہ فرما قدرتِ پروردگار
چپّے چپّے میں بسی ہے نکہتِ پروردگار

نورِ حق نورِ نبیؐ سے کس طرح ہوگا جُدا
عظمتِ حُبِّ نبیؐ ہے عظمتِ پروردگار

زنگ آلودہ زمانے کی صفائی کے لیئے
خوب برسے گی کسی دن رحمتِ پروردگار

پیش کرتا ہوں ادب سے، قلب سے، توفیق سے
مدحتِ شاہِ مدینہ، مدحتِ پروردگار

آزمائش کے لیئے ایمان تُلتا ہے روش
ہو رگوں میں روز وردِ وحدتِ پروردگار

اپنی زباں سے کیسے بتاؤں کہ کیا ہے تو
تارِ نفس کی ہیں یہ صدا ہے خدا ہے تو

لذّت گنہ کی گرچہ رگ و پے میں بس گئی
بخشش کی آرزو ہے کہ آخر خدا ہے تو

مالک گناہ کر تو رہا ہوں مگر ہے خوف
مجھ میں چھپا ہوا ہے مجھے دیکھتا ہے تو

آنکھوں میں تیری دید کی بینائی ہے کہاں
ہر ایک ذرّے ذرّے میں جلوہ نما ہے تو

کیسی ہے زندگی کی روش تجھ سے کیا کہوں
کیا کیا خطا ہوئی ہے سبھی جانتا ہے تو

یؐ کا جب تصوّر ہو تو آساں ہے سنبھل جانا
یؐ کے نام سے لازم ہے قسمت کا بدل جانا

مرے بس میں اگر ہوتا یہاں سے اُڑ کے میں جاتا
بڑی مدّت سے دل میں ہے مدینے کو نکل جانا

ا کا خوف ہو دل میں، محمدؐ کی اطاعت ہو
ذ پھر آساں ہے شیطاں کے شر سے نکل جانا

خدا بھر دے مرا سینہ اگر عشقِ محمدؐ سے
تو کچھ مشکل نہیں یارب مری دنیا بدل جانا

ا اپنا نبیؐ اپنے تو پھر کس سے ہے گھبرانا
ہے ممکن ہر بلا کا سامنے آ آ کے ٹل جانا

روشؔ قسمت سے تم کو مل گئی ایماں کی دولت
مگر دنیا کی چاہت میں نہ ہرگز تم بدل جانا

○

تڑپ کے پیتے ہیں حق الیقین کے پیمانے
وہی جو عشقِ نبیؐ میں ہوئے ہیں دیوانے

کمالِ عشقِ نبیؐ کیا ہے، ہم سے مت پوچھو
خود اپنی ذات کے اسرار ہم نہ پہچانے

نبیؐ کے نور سے کونین جگمگاتے ہیں
سیاہ دِل لیئے پھرتے ہیں ہم جھلک پانے

زبانی وِرد و وظیفہ نہ بے اثر سمجھیں
خدا کے پاس ہے کتنا اثر خدا جانے

دُرود پڑھنے کا حق ہم سے کیا ادا ہوگا
خلوصِ دل کے خدا جانتا ہے پیمانے

عمرؓ علیؓ بھی ہیں صدیقؓ بھی ہیں عثمانؓ بھی
رسولِ پاک کے ہیں کیسے کیسے دیوانے

زباں پہ ذکرِ خدا اور دل میں عشقِ نبیؐ
اگر نہ ہوں تو روش روز و شب ہیں ویرانے

سرکارؐ کی طاعت ہے دو عالم کا خزینہ
سُنّت کے اصولوں میں ہے فطرت کا قرینہ

سُنّت کی بُلندی پہ چلو زینہ بہ زینہ
معراجِ محمدؐ کا پلٹ آیا مہینہ

وہ عشق جو سکھلاتا ہے آدابِ مدینہ
اُس عشق سے مِلتا ہے خُدا زینہ بہ زینہ

ایماں کا سکینہ ہے حقیقت میں سکینہ
عرفان کی دولت ہے غمِ شاہِ مدینہ

آقا جو گزر جاتے، مہک جاتا مدینہ
ہر خوشبو سے برتر تھا محمدؐ کا پسینہ

اللہ نے چاہا تو وہ آئے گا مہینہ
نِکلوں گا رَوِش کعبے سے پہنچوں گا مدینہ

○

جس درد نے عشقِ نبیؐ رگ رگ میں اُتارا
اُس درد سے وابستہ ہے مولا کا سہارا

دل عشقِ محمدؐ سے زباں ذکرِ خُدا سے
خالی ہو اگر سوچ لو کیا ہوگا ہمارا

دل ڈوب گیا ہے وہ نظر ڈوب گئی ہے
پھر بھی ہے تصوّر میں تمہارا ہی نظارا

کچھ روشنی دینے لگے رحمت کے اُجالے
گو مجھ کو گناہوں کے اندھیروں نے ہے مارا

حسرت ہے کہ دیدارِ نبیؐ کے لیئے نکلوں
معلوم نہیں کب مِلے نظروں کو نظارا

ہم نے تو چُنے پھُول روِش نعتِ نبیؐ کے
مہکار ہے تا عمر دبستاں یہ ہمارا

کبھی رحمت کا بادل ہم پہ برسے
پکارے قطرہ قطرہ چشمِ تر سے
جو مانگو زندگی سُنّت کی مانگو
دُعا خالی نہ جائے گی اثر سے
نبیؐ کا عشق ہی ہم کو بچائے
سدا ابلیس کے فتنے و شر سے
خدایا دے ہمیں توفیق ایسی
نظر ایمان و حق کی پھر نہ ترسے
وسیلا وہ وسیلا ہے نبیؐ کا
بدل دے شر کو جو اپنے اثر سے
روشؔ ارمان ہے پہنچوں مدینہ
پلٹ آؤں نہ پھر آقا کے در سے

مصطفیٰؐ کے عشق میں ڈوبے ہوئے
پار ہوں گے حشر میں ہنستے ہوئے

ایک ہی پیغام ہیں لائے ہوئے
مصطفیٰؐ تک انبیاءؑ آئے ہوئے

اب نہ دنیا ہے نہ دنیا کی خبر
ہیں تصوّر میں نبیؐ آئے ہوئے

شوقِ جنّت، خوف دوزخ کس لیے
ہم فقط سُنّت کے دیوانے ہوئے

ہیں عمرؓ، صدیقؓ، عثمانؓ اور علیؓ
ختم جن پر عشق کے دعوے ہوئے

کون سمجھا ہے حقیقت آپ کی
حق یا وہ جو حق کے دیوانے ہوئے

قابلِ تقلید ہیں بے شک روِش
وہ جو ہیں سُنّت کو اپنائے ہوئے

نبیؐ کے ذکر میں دل بے قرار اپنا ہے
وفورِ عشقِ محمدؐ شعار اپنا ہے
خدا کرے کہ شفاعت ملے محمدؐ کی
یہ اپنے دل کی تسلّی قرار اپنا ہے
درودِ صلِّ علیٰ ساتھ لے کے جاؤں گا
بروزِ حشر یہی افتخار اپنا ہے
گھڑی گھڑی جو درود و سلام پڑھتا ہوں
خزاں کی رُت میں شعورِ بہار اپنا ہے
روشؔ قرار نہیں مجھ کو ہند میں لیکن
حقیقتاً تو مدینہ دیار اپنا ہے

جو درجہ ہے اعلیٰ ہمارے نبیؐ کا
کسی اور کا ہے نہ ہوگا کسی کا

ہر اک شے میں جلوہ ہے نورِ نبیؐ کا
خدائی بھی اُن کی خُدا بھی اُنہی کا

مُحمدؐ، مُحمدؐ، مُحمدؐ، مُحمدؐ
وظیفہ یہی ہے مِری زندگی کا

ہیں صدیقؓ و عثمانؓ، عمرؓ اور علیؓ بھی
خلافت میں جن کی ہے اُسوہ نبیؐ کا

اگر جاؤں کعبے سے اِک دن مدینہ
تو ہو جائے درماں مری بے کلی کا

نظر ہو کرم کی ذرا مجھ پہ آقا
میں مہماں یہاں ہوں گھڑی دو گھڑی کا

وظیفہ مُحمدؐ کا جب سے مِلا ہے
روشن کو نہ غم ہے نہ ارماں خوشی کا

منقبت بہ شانِ صدیقؓ اکبر

جو ہر دم عشق میں ثابت رہے حق کی جزا پانے
وہی اب ہوش کی منزل میں کہلاتے ہیں دیوانے

ہمارا علم کتنا، ظرف کتنا، حوصلہ کتنا
حقیقی شانِ صدیقی محمدؐ یا خدا جانے

اثاثہ کُل کا کُل جب آپ نے رکھا تصدق میں
تو چھلکے اہلِ دل کے اشک سے بھرپور پیمانے

رفیقِ مصطفےٰ تھے غار میں، اکثر معیت میں
عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ بھی تھے شہِ بطحا کے دیوانے

ہے فرمانِ نبیؐ صدیقؓ کا احسان ہے مجھ پر
یہی نکتہ ہے کافی سیرتِ صدیقؓ سمجھانے

امامت آپ نے کی ہے محمدؐ کی اجازت سے
اگرچہ اور بھی شمعِ رسالت کے تھے پروانے

خُدا توفیق گر ذرّے کو دے، ذرہ بھی گوہر ہے
روشن کس کام کا ہے جو نہ یہ جانے نہ وہ جانے

مَنقبت بہ شانِ فاروقِ اعظمؓ

مثالی نام ہے تاریخ کا حق کی حمایت میں
لقب فاروق اعظمؓ جس نے پایا ہے حقیقت میں

تعلق تھا، تعلق ہے نبیؐ کی ہیں معیّت میں
عمرؓ آرام فرما ہیں شہِ بطحا کی قربت میں

قبولِ دین سے پہلے عمرؓ تھے دین کے دشمن
جو سن لی آیتِ قرآں ہوئے مومن حقیقت میں

جہاں شامل ہوئے تھے مشورے فاروقِ اعظمؓ کے
وہیں نازل ہوئیں آیاتِ قرآنی شہادت میں

نبوّت پھر اگر ہوتی عمرؓ بے شک نبی ہوتے
یہ فرمایا تھا سرکارِ دو عالم نے محبّت میں

ابولولو کا خنجر خود ابولولو کو لے ڈوبا
عمرؓ فضلِ خدا سے ہیں محمدؐ کی رفاقت میں

خضرؔ تاں کس طرح ہوں گے بیاں فاروقِ اعظمؓ کے
قلم ہے بے زباں اپنا زرِ خوش فن کی مراحت میں

منقبت بہ شانِ عثمان رضؓ غنی

تھی سمندر کی طرح شوکتِ عثمانِ غنیؓ
سب میں تقسیم ہوئی دولتِ عثمانِ غنی

اُمِّ کلثوم و رُقیہؓ سے ہوا عقد اُن کا
یہ ہی نسبت ہے خصُوصیّتِ عثمان غنی رضؓ

لوگ حکمت کو سمجھتے تو نہ فتنہ ہوتا
لوگ سمجھے ہی نہیں حکمتِ عثمانِ غنی رضؓ

کیا شہادت ہے کہ روزے میں تلاوت میں ہوئی
مرحبا شانِ خُدا، رحلتِ عثمانِ غنی رضؓ

جس کو قرآں میں خدا نے ہے کہا اپنی رضا
کیسی ذی شان تھی وہ بیعتِ عثمانِ غنی رضؓ

دینِ اسلام کی عظمت و حفاظت کے لیئے
کام آئی ہے بہت دولتِ عثمانِ غنی رضؓ

دے کے ترتیبِ قرآں جامعِ قرآن بنے
بڑھ گئی جس سے روشن عظمتِ عثمانِ غنی رضؓ

منقبت بہ شانِ حضرت علیؓ

وہ فاتحِ خیبر ہوا شیرِ خدا ہوا
وہ جن کو حُسنِ علمِ لدُنّی عطا ہوا

دامادِ مُصطفٰؐ کا عجیب ماجرا ہوا
منظور تھا خدا کو جو بھی فیصلہ ہوا

قسمت میں تھی علیؓ کی شہادت لکھی ہوئی
حیدرؓ کا قتل کیا ہوا اِک سانحہ ہوا

وہ ہیں امام الاصفیاءؔ وہ ہیں ابو تراب
علم و عمل قرآن کا جن کو عطا ہوا

عرفاں کے چاروں سلسلے حضرت علی سے ہیں۔
ہر سلسلہ ہے نامِ علیؓ سے جُڑا ہُوا

مشہور ہے سعادتِ ایمانِ مرتضیٰ
بچپن میں سب سے پہلے ہی ایماں عطا ہوا

توصیف کیا بیان ہو حیدر کی اے تروِش
کتنا عظیم درس ہے اُن کا دیا ہوا

سلام

آنکھ بھر آئی جو یاد آئے حسینؓ
چیخ کر دل نے کہا ہائے حسینؓ

حق و باطل جب کبھی ٹکرا گئے
کربلا یاد آیا یاد آئے حسینؓ

تھی فقط پیشِ نظر رب کی رضا
جب ارادوں سے نکل آئے حسینؓ

وقتِ آخر سب کے سب سجدے میں تھے
از نظر تا ناخنِ پائے حسینؓ

ہے حقیقت میں اُحد سے بھی بڑا
ذرّہ خاکِ کفِ پائے حسینؓ

حشر تک دُنیا پکارے گی روشن
یا حُسین ابنِ علیؓ ہائے حسینؓ

میری زباں ہے گُنگ قلم بھی ہے کچھ نڈھال
درپیش ہے جُنوں کے اظہار کا سوال

غزلیات

O

صفوں کو جوڑ کوئی اہتمام پیدا کر
نظر کو تاب دے ظرفِ امام پیدا کر

مجاہدات میں اپنا مقام پیدا کر
خموشیوں سے بھی حسنِ کلام پیدا کر

چراغ پا نہ ہو لوگوں کی نکتہ چینی پر
دلوں کو جیت سکے وہ مقام پیدا کر

ابھی صدائے طلب سے ہے میکدہ خالی
کہ دورِ جام میں تاثیر جام پیدا کر

گزر گئے ہیں جو اوقات اُن کا ماتم کیا
کوئی سلیقے کا اب تو نظام پیدا کر

روش روش فضا ہے مکدّر منافرت کی جہاں
وہیں کی خاک سے خوشبو مدام پیدا کر

▲▲

○

دن کی ہے پہچان آخر رات سے　　موسموں کا پھیر ہے اوقات سے

آگ لینے کو چلے تھے طور پر　　مل گئی پیغمبری اُس رات سے

صبر کی گردش لہو میں تھی رواں　　زخم اچھے ہو گئے صدمات سے

امتحاں کی آگ ٹھنڈی ہو گئی　　یہ تھی جنگ ایمان کی حالات سے

ماہیٔ بے آب جو مچھلی میں تھے　　آزمائش تھی انہی کی ذات سے

تھا دمِ عیسیٰ کا بھی اک معجزہ　　روح لوٹ آتی تھی جن کے ہات سے

شاعری جزویست از پیغمبری　　متفق اقبال ہیں اِس بات سے

زندگی کیسی بھی ہو لیکن روش

اِک تعلق ہو خدا کی ذات سے

رات کی تاثیر سے سورج اُگا
یوں ہی ہونا تھا، وہی ہو کر رہا

آپ تو تعریف سے کھِل کھِل اُٹھے
ڈوبتے سورج کا غم کیا غم نہ تھا

ہر قدم پر خوش ہوئی تدبیرِ نو
اس کو کیا معلوم تھا لکھّا ہوا

کتنے دیوانے چلے تھے ناپنے
زندگی کے راستوں کا فاصلہ

آب و آتش کے کرشموں کی کتاب
ہاتھ میں دے دی گئی رونا پڑا

تجربہ ناکام تھا پھر بھی روشؔ
کامیابی کا فقط چرچا ہوا

حوصلہ کچھ بڑھا دیا تُو نے
مجھ کو اِنساں بنا دیا تُو نے

صفتِ آفتاب بھی رکھ دی
مجھ کو ذرّہ بنا دیا تُو نے

مظہرِ کائنات میں گویا
اپنا جلوہ دِکھا دیا تُو نے

طاقتِ دید تھی کہاں مجھ میں
لاکھ پردہ اُٹھا دیا تُو نے

ظرف اپنا روش مکدّر ہے
دل کو شیشہ بنا دیا تو نے

○

تیری ہستی ہے نورِ کاشانہ
میں ازل سے ہوں تیرا پروانہ

تو ہے اوصاف کی کھلی تصویر
میں ہوں اوصاف سے ہی بیگانہ

تیری نس نس میں ہے حیاداری
میری عادت ابھی ہے طفلانہ

تو کسوٹی ہے آزمانے کی
میرا ٹوٹا ہوا ہے پیمانہ

تیری ہوتی ہے تعریف و توصیف
میرا چرچا درونِ میخانہ

صحرا لگتا ہے آشیاں تیرا
میں ہوں صحرا میں تیرا دیوانہ

زندگی، شاعری روش میری
دین تیری ہے تیرا نذرانہ

○

دوستی اب نہ دشمنی اچّھی
زندگی اپنی اجنبی اچّھی

انجمن ہو کہ بزمِ تنہائی
ہر نظر سے ہے سادگی اچّھی

یہ جو دنیا ہے روز بدلے گی
مَیں نہ بدلوں تو زندگی اچّھی

پھول ہیں بے شمار گلشن میں
منفرد جو ہے وہ کلی اچّھی

جلوتوں کے روش بکھیڑے ہیں
خلوتوں کی بُری بھلی اچّھی

دل دکھاتی ہیں چار کی باتیں
کون کرتا ہے پیار کی باتیں

جب بھی تنہائی گھیر لیتی ہے
یاد آتی ہیں یار کی باتیں

میٹھے لہجے میں آزمانے کو
لوگ کرتے ہیں پیار کی باتیں

کرنے والوں کو آج کرنے دو
دلنوازی میں عار کی باتیں

آپ ہرگز کشیدہ نہ ہونا
جب کریں لوگ خوار کی باتیں

○

موسمِ نوبہار آتا ہے
میرے غم پر نکھار آتا ہے

اُن کو عادت ہے روٹھ جانے کی
اُن کی عادت پہ پیار آتا ہے

نام سنتے ہی جام و مینا کا
نشّہ بے اختیار آتا ہے

جو نہ اپنا ہُوا زمانے میں
اُس پہ دل بار بار آتا ہے

جس نے رسوا کیا رَوِشؔ مجھ کو
اُس پہ کیوں اعتبار آتا ہے

ظاہراً خوش لباس ہوتے ہیں
کیا وہ آدم شناس ہوتے ہیں

فیصلوں کی تراش سے پہلے
کچھ اُصول و اساس ہوتے ہیں

اُن کے آنے سے پہلے جانے کے
غم میں ہم تو اُداس ہوتے ہیں

درد ہوتا ہے کیوں الگ جبکہ
دل جگر پاس پاس ہوتے ہیں

رات میں چاند کی تسلّی کو
چند تارے بھی پاس ہوتے ہیں

وہ روِش راستے کا پتّھر ہے
کس لیئے آپ اُداس ہوتے ہیں

اب نہ کوئی آئے گا، بنسری بجائے گا
بے سُروں کی بستی میں کچھ نہیں سنائے گا

دوسروں کے قدموں پر چھاپ ہے ترے رُخ کی
تو اگر نہ بگڑے گا منزلیں بنائے گا

بے غرض کبھی مَیں نے اس کا گھر بنایا تھا
کیا خبر تھی اک دن وہ میرا گھر جلائے گا

سب سہارے ٹھکرا کر کون ہے جو کہہ دے گا
جس نے جان دی مجھ کو وہ مجھے بچائے گا

سب اکیلے آئے ہیں، سب اکیلے جائیں گے
کس کا ساتھ کب تک ہے وقت یہ بتائے گا

مَیں روِش نہ پوچھوں گا آگ کیوں لگی گھر میں
پیٹ جس نے سونپا ہے آگ وہ بجھائے گا

بھیڑ میں آج کھو گیا چہرہ
یاد کس کس کو ہے مرا چہرہ

وہ بھی فصلِ خزاں کی زد میں ہے
جو کبھی تھا بہار سا چہرہ

وہ ملے راہ میں کسی کے ساتھ
میرا اپنا اُتر گیا چہرہ

سانس آتی ہے سانس جاتی ہے
کب میں دیکھوں گا آپ کا چہرہ

سُن بھی لیتا یا دیکھ بھی لیتا
بے زباں آنکھ، آئینہ چہرہ

مجھ کو شاید قرار دے جائے
لے روشن اُن کا پھول سا چہرہ

آواز مجھ کو دیتا ہے سجدہ نماز کا
رکھ لے بھرم کبھی تو جبینِ نیاز کا

ہوتا ہے بند خط کی طرح بے زبان آج
کب تک رہے گا بند لفافہ یہ راز کا

شام و سحر ہیں کیسے وہ کیوں کر دکھائی دیں
سچائیوں پہ رنگ چڑھا ہے مجاز کا

دنیا نے ہم میں ڈھونڈ لیے سینکڑوں عیوب
ہم جانتے نہیں تھے ہُنر ساز باز کا

اِک تجربہ ملا جو سفر سے رَوِش ہمیں
سمجھا گیا ہے فرق نشیب و فراز کا

سوال بن کے کھڑا ہے وہی سوال اپنا
کبھی نگاہ سے پڑھ لے کوئی ملال اپنا

کسی کو روشنی کیا دے سکے گا ظرف اپنا
خود اپنی ذات میں جلتا رہا کمال اپنا

اسی خیال کے پیچھے ہے زندگی ساری
خیالِ خام نہ بن جائے یہ خیال اپنا

نہ خوشبو دیتی ہے اپنی حیات کی مٹی
کلنک ہی میں چھپا ہے کہیں جمال اپنا

جنازہ نکلا جو اپنی مروتوں کا روِش
تو بے زبان ہوا مفت میں جلال اپنا

○

غموں کی بھیڑ میں ہم اپنے آپ سے ٹوٹے
ملیں جو راحتیں لوگوں سے رابطے ٹوٹے

نہ کچّی مٹّی کی گاگر کو موج روک سکی
نہ کچّی عمروں سے اُلفت کے رابطے ٹوٹے

وہ بات کیا تھی کہ آتش بھی ہوگئی گلزار
وہ بات جس سے سمندر کے سلسلے ٹوٹے

غموں کی بھیڑ تھی، پتھراؤ بھی مسلسل تھا
بتائیں کس طرح ذہنوں کے آئینے ٹوٹے

سوال مجھ سے مری زندگی کا مت پوچھو
جہاں جہاں بھی رہا مجھ پہ حادثے ٹوٹے

نہ اپنے جینے کا انداز روش ٹوٹ سکا
نہ اپنے آپ پہ رونے کے سلسلے ٹوٹے

دل کی دھڑکن کو آس کس کی ہے
زندگانی میں پیاس کس کی ہے

مَیں کسی کا نہ کوئی میرا ہے
پھر یہ تَن تَن میں پیاس کس کی ہے

جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا
میرے اندر یہ سانس کس کی ہے

کشمکش دل میں ہے یہ برسوں سے
آس کس کی ہے یاس کس کی ہے

ہر بدن میں چھُپا جو جوہر ہے
اُس میں بُو اور باس کس کی ہے

خیر میں شر کی یہ روش کیسی
دل سے اُٹھتی بھڑاس کس کی ہے

جہاں میں کون ہے جس سے خطا ہونے نہیں پاتی
یہ اپنی اپنی قسمت ہے سزا ہونے نہیں پاتی

صلہ دنیا میں نیکی کا نہ ملنا اک بشارت ہے
کہ نیکی دارِ عقبیٰ میں فنا ہونے نہیں پاتی

اِدھر دل میں اندھیرا ہے اُدھر ابلیس ہے چوکس
دُعا کو ہاتھ اُٹھتے ہیں، دُعا ہونے نہیں پاتی

بجھا سا جب سماں ہو جب خوشی پہ اوس پڑ جائے
تو دل کی بات پھر بے ساختہ ہونے نہیں پاتی

مَیں ہو کر پھر کمر بستہ مقدّر آزماتا ہوں
جب اپنے فن سے تسکینِ انا ہونے نہیں پاتی

جو پردہ ہو تکلف ہو روش کچھ فاصلہ بھی ہو
تو دل کی گفتگو پھر برملا ہونے نہیں پاتی

اتھے پہ کفر لکھا تھا فتنہ نظر میں تھا
جّال بن کے شخص وہی دورِ شر میں تھا

اسباب کے یقین کی لاٹھی تھی ہاتھ میں
فرعونِ وقت جس کو لیے شر ہی شر میں تھا

جس کی تلاش تھی مجھے دنیا کی بھیڑ میں
باہر کہیں نہیں وہ مرے دل کے گھر میں تھا

اوروں میں پھول بانٹ دیئے، خار چن لیے
ایسا سلیقہ کس میں تھا میرے جگر میں تھا

پردے ہٹا کے جس نے حقائق دکھا دیئے
موسیٰؑ کے ساتھ کون تھا وہ جو سفر میں تھا

سولی پہ اس کا جسم تھا آواز کس کی تھی
بندہ وہ رب کا دل سے روش رب کے گھر میں تھا

ہر روز اپنے نفس کا دل سے حساب لے
تُو ربِّ کائنات سے رحمت کا باب لے

دیتا خدا ضرور ہے لینا کمال ہے
وہ بے حساب دیتا ہے تُو بے حساب لے

دنیا میں کچھ مِلے نہ مِلے آخرت نہ بھُول
ہر سجدۂ خلوص کا حق سے ثواب لے

آنکھوں سے دل کی بات سمجھ اُن سے کچھ نہ پوچھ
جیسا ترا سوال ہے ویسا جواب لے

کاغذ کے پھُول تو ہیں نمائش کے واسطے
لینا ہے رنگ و بُو کا مہکتا گلاب لے

ظلمت کدے میں دل کے روشن نور کے لیے
توبہ کا لے چراغ مگر کامیاب لے

فرق موسم کے مزاجوں کا سکھایا تُو نے
وقت کو خار مجھے پھول بتایا تُو نے

میں نے چہرے کو نہ چہرے سے زیادہ دیکھا
اُس کی گہرائی میں زخموں کو دکھایا تُو نے

حد یہ جا کہ مری خوش فہمی نے تمغہ مانگا
وہ الف بے بھی نہ تھا جس کو دکھایا تُو نے

مَیں تو بادل کے تصوّر میں اُڑا جاتا تھا
خود کو پانے کا پتہ یاد دلایا تُو نے

میں جسے روز سمجھتا تھا چمن کی خوشبو
وہ تھا کاغذ کا دھواں صاف دکھایا تُو نے

ایک ہی رنگ کا لہجہ ہے یہ سمجھا تھا روش
سات رنگ اس میں چھپے ہیں یہ بتایا تُو نے

○

جب سے کسی کا درد ہمارے جگر میں ہے
ہم کو سکوں سفر میں نہ آرام گھر میں ہے

شہ رگ سے بھی زیادہ خُدا تُو قریب ہے
پہچان پھر بھی تیری نہ اپنی نظر میں ہے

دل سے حساب لیتا ہوں ہر شب اسی لیئے
محشر میں خوف کھانے کا منظر نظر میں ہے

خاکِ بشر کو خاک میں ملنا ضرور ہے
لیکن بقا کا راز فنا کے سفر میں ہے

دنیا میں خیر و شر کو سمجھنے کے واسطے
کچھ تو اشارہ گردشِ شام و سحر میں ہے

برسوں کے تجربے سے روشن یہ عیاں ہوا
سب کچھ خدا کا ہے جو مزاجِ بشر میں ہے

اپنے رفیقوں سے ...

مرے ہمدم ہے پیچیدہ سخن کا ظرف و پیمانہ
خصوصاً محفلوں میں نکتۂ تحریر سمجھانا

سلاست اور پُرکاری کی اس میں کامیابی ہے
کسی بھی طرز کی محفل میں اپنی بات منوانا

گلستانِ سخن میں بیل بُوٹے خوب کھلتے ہیں
نہ دل برداشتہ ہونا نہ ہم عصروں سے گھبرانا

سخن گوئی میں پستی ہو نہ لفاظی کا شوشہ ہو
توازن سے تکلم سے ذرا محفل کو گرمانا

زباں کی وسعتوں میں سادہ لوحی بھی قیامت ہے
بڑی ہر بات کو آسان پیرائے میں سمجھانا

نہ شہرت سے تکبّر ہو نہ گمنامی سے وحشت ہو
رفاقت میں یا خلوت میں ہو اندازِ فقیرانہ

ادب گہرا سمندر ہے سخن کے اس میں گوہر ہیں
جو مِل جائے غنیمت ہے روِش قدرت کا نذرانہ

قطعات

سوال بن کے کھڑا ہے وہی سوال اپنا
کبھی نگاہ سے پڑھ لے کوئی ملال اپنا

(روشن)

○

حُسن کم تر یا خوب ہوتا ہے
لیکن اک دن غروب ہوتا ہے
دونوں عالم میں اس کی ہے تعریف
جو بَری العیُوب ہوتا ہے

○

رکھ لیئے خود ببول کے کانٹے
پھول اوروں کے درمیاں بانٹے
ایک اپنا جگر ہی تھا ورنہ
کون خوشیوں کو درد کو چھانٹے

○

ہم کو مطلب ہے سر جھکانے سے
قرب یا فصل سے نہیں مطلب
اُس کی توفیق کا سہارا ہے
ہجر یا وصل سے نہیں مطلب

○

کچھ نتیجہ نہیں ہے نالوں سے
ہم ہیں اُلجھے ہوئے سوالوں سے
کاش ہم درس لے لیا کرتے
غم کی پروا نہ کرنے والوں سے

○

دامنِ گُل میں خار پلتا ہے
تیر ہر وقت کس کا چلتا ہے
روز مرضی رَوِش نہیں چلتی
روز سورج مگر نکلتا ہے

○

کس کو آئی ہے راس یہ دُنیا
کیا بجھائے گی پیاس یہ دُنیا
داغ دیتی ہے ایک دن سب کو
کس کا کرتی ہے پاس یہ دُنیا

○

بعض تعریف میری کرتے ہیں
بعض ذلّت سے رُخ بدلتے ہیں
مجھ میں کتنی ہے مصلحت پنہاں
لوگ بالکل نہیں سمجھتے ہیں

○

میرے ظاہر پہ لوگ ہنستے ہیں
میں تو باطن کا پاس رکھتا ہوں
بات دل کی ہے کون سمجھے گا
اک دلِ غم شناس رکھتا ہوں

مسجدوں کی کمائی ساغر میں
رشوتوں کے گلاب گھر گھر میں
کون سچّا ہے کون جھوٹا ہے
کل یہ ہو گا حساب محشر میں

ترکِ لذّت پہ ہے یہ دل مائل
اچھی لگتی ہے تُربتوں کی سیر
ایک چُبھتی ہوئی پشیمانی
ڈالتی ہے لہو میں فکرِ خیر

○

اچھّے اچھّوں سے بھی شکایت ہے
ایسے ویسوں میں کچھ ریاضت ہے
ظرف کس کا ہے کتنا کیا جانیں
نفس کے پھیر میں شرارت ہے

○

یہ زمانے کی ریت ہے صاحب
کون کرتا ہے ڈھنگ کی باتیں
رنگ* اندھے ہیں لوگ پھر بھی کیوں؟
ہم سے کرتے رنگ کی باتیں

* COLOUR_BLIND

○

رات جاتی ہے دن نکلتا ہے
وقت بھی کروٹیں بدلتا ہے
ایک حالت پہ دل نہیں رہتا
گر کے انسان پھر سنبھلتا ہے

○

کچھ حلال و حرام کی ہے تمیز
جائے کیوں آرزو کوئی پائنے
توڑ کر زندگی کا پیماں لوگ
کعبے جاتے ہیں زندگی پلنے

○

ہم تو دریا میں رہ کے پیاسے ہیں
ایسی حالت میں خود حوائج ہیں
جو بھی ہے مندرج مقدّر میں
وہ ہی تدبیر کے نتائج ہیں

○

لذّتِ ہجر نے سوال کیا
تشنگی دیدِ یار میں کیوں ہے
جو ملاقات میں نہیں ہرگز
لُطف وہ انتظار میں کیوں ہے

○

لے کے تقدیر کا بہانہ لوگ
کچھ نہ کرتے ہیں جو حماقت ہے
فال ناموں سے کچھ نہیں ہوتا
کام کرنے کا نام قسمت ہے

○

پارسائی تجھے مبارک ہو
لا اُبالی مری طبیعت ہے
سامنے کل خدا کے جانا ہے
دیکھنا اپنی اپنی قسمت ہے

اپنی شاعری کی چودھویں سالگرہ پر

یَن میں گزری عمر جتنی رام کی
اُتنی میری شاعری ہے نام کی
کاش کہتے سُننے والے بے جھجک
نام کی بھی شاعری ہے کام کی

۱۴/ اگست ۱۹۹۵ء
۱۶/ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
دوشنبہ